استاذ معمار جامعہ

تحریر: حافظ محمد حسین مدرس شعبہ حفظ جامع مسجد ابوبکر اہلحدیث ڈھوک جمعہ۔ جہلم

استاذ صرف معلم اطفال اور معلم طلبہ ہی نہیں ہوتا وہ معلم قوم اور معمار جامعہ بھی ہوتا ہے قوموں کا عروج و زوال استاذ کے مخلظ کردار میں مضمر ہوتا ہے۔ اگر استاذ احساس ذمہ داری سے سرشار فرائض پر کاربند ہو تو قوم کے عروج اور ترقی کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور اسکے برعکس اگر استاذ ہی اپنی ذمہ داریوں سے غافل، فرائض سے کوتاہی برتنے والے ہوں۔ جامعہ اور طلبہ سے ناواقف ہوں تو اس قوم کو زوال کے گڑھے میں گرنے سے کوئی نہیں روک سکتا اگر استاذ میں مقاصد عالیہ کا شعور، اخلاق، آداب، ایثار، قربانی، اور جہاد کا جذبہ نہیں ہوگا تو طلبہ تک کیسے اس جذبہ کو منتقل کرے گا

"تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے"

تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے اسکا اصل مقصد نسل انسانی کی تربیت ہے۔ انبیاء کے عظیم فرائض میں یہ فرض بھی شامل ہے " ویعلمهم الكتاب والحكمة " استاذ کی مثال ایک کسان کی سی ہے جو زمین میں ہل چلاتا ہے بیج بوتا ہے، زمین سیراب کرتا ہے شب و روز دن رات اسکی دیکھ بھال کرتا ہے۔ تب جاکر فصل تیار ہوتی ہے اور اسکے برعکس کسان اپنی فصل کو خود ہرگز تباہ اور برباد نہیں کرتا۔ استاذ کو بھی چاہیے کہ وہ طلبہ کو اخلاق، آداب سکھلائے انہیں بد اخلاق نہ بنائے۔

"معلم کا مقصد زندگی"

استاذ محترم کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے مقصد زندگی اور مقصد حیات سے باخبر ہو جو انبیاء علیہم السلام کا مقصد تھا وہ انبیاء علیہم السلام کے مشن کا وارث ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے " انما بعثت معلما" بے شک مجھے معلم بناکر بھیجا گیا ہے۔ لہذا۔ ایک معلم اور ایک قاری کو احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے فخر کرنا چاہیے کہ وہ انبیاء کے مشن کا وراث ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہر وقت اس کے پیش نظر رہنا چاہیے " خیرکم من تعلم القرآن و علمه " تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

” طلبا میں علم کا شوق پیدا کرنا “

ایک عالم دین کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اپنی ذات کی تشکیل اور اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے پوری کوشش کرے وہاں اسکا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ اپنے طلباء میں علم کے حصول کا جذبہ پیدا کرے انکو علم کی قدر و منزلت بتائیں بحیثیت مسلمان علم کے حصول کی اہمیت بتائیں، علم کو انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے لحاظ سے سمجھائیں اس طرح علم کے حصول کیلئے تڑپ پیدا کریں ان کو یہ بھی بتلائیں کہ علم انسانیت کا زیور ہے۔

” طلباء پر شفقت “

ایک استاذ کو اپنے طلباء کے ساتھ انکی بعض غلط عادات کی وجہ سے ان سے بغض و کینہ اور عداوت نہیں رکھنی چاہیے۔ بلکہ ان سے محبت اور شفقت کرنی چاہیے کیونکہ وہ اسکا روحانی باپ ہے اگر بالفرض طالبعلم محتاج اور غریب ہو تو استاذ کو اسکی مالی امداد سے صرف نظر نہیں کرنا چاہیے۔ معلم کا صرف یہ فرض نہیں کہ وہ طلباء کو صرف اپنے مضمون سے متعلقہ مواد فراہم کرے بلکہ اسکا یہ بھی فرض ہے کہ وہ طلبہ کی اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دے خواہ وہ کوئی سا مضمون پڑھائے اور اس سلسلے میں وہ مناسب سختی سے بھی دریغ نہ کرے خواہ طلبا کا تعلق کتنے ہی اونچے خاندان سے کیوں نہ ہو۔

” طلباء سے مساوی سلوک “

ایک کلاس میں سوسائٹی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے طلباء یکجا ہوسکتے ہیں اور طلباء کا خاندانی پس منظر بھی بعض حضرات کو متاثر کرتا ہے لیکن اچھے استاذ کا کام یہ ہے کہ وہ سب طلباء سے تمام معاملات میں برابر سلوک کرے امام مالکؒ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ھارون الرشید نے بڑی کوشش کی کہ اسکے بچوں کو آپ علیحدہ خلوت میں پڑھا دیا کریں لیکن آپؒ اس پر راضی نہ ہوئے آپؒ نے فرمایا؛ خواہ خلیفہ کے بیٹے ہیں اگر پڑھنا چاہتے ہیں تو مسجد میں آنا ہوگا اور دوسرے بچوں کے ساتھ ہی بیٹھنا ہوگا۔

” استاذ علم کی ناقدری نہ کریں “

ایک استاذ کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ علم کی منتقلی میں بخل نہ کرے وہاں اسکا یہ بھی فرض ہے کہ وہ علم کی خواہ مخواہ بے قدری نہ کرے آجکل بہت سے علماء اور قراء کو دیکھا گیا ہے کہ روپے اور پیسے کے چکر میں علم کی بے قدری کر رہے ہیں قاری صاحبان کو چاہیے کہ وہ ایک ریڑھی والے کا کردار ادا نہ کرے جو گلیوں اور کوچوں میں آوازیں لگاتے ہیں۔ قاری، مولوی اور استاذ در در پر جاکر دستک دیتے ہیں اور ٹیوشن پڑھاتے ہیں تو میرے خیال میں اسکا کردار ایک ریڑھی والے سے مختلف نہیں ہے صرف آواز اور الفاظ میں فرق ہے وہ سبزی اور پیاز کی بات کرتا ہے استاذ صاحب قرآن اور نورانی قاعدہ کی۔

یہ علم کی تحقیر اور اپنی تذلیل ہے۔ لہذا ایک معلم کو اللہ تعالیٰ کے اس عطیے کی قدر کرنی چاہیے خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے درخواست کی کہ گھر میں آکر امام صاحب بچوں کو پڑھائیں امام صاحب نے فرمایا،

"میں علم کی بے قدری نہیں کروں گا پیاسے کو کنویں کے پاس خود چل کر آنا چاہیے"

آجکل کے علماء کو اس عظیم استاذ سے سبق لینا چاہیے۔ ایسے ہی امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاکم کے بیٹے کو گھر جاکر پڑھانے سے صاف انکار کردیا جسکی وجہ سے آپکو حاکم کی ناراضگی کے سبب بہت سی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپؒ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور علم حدیث کی توہین اور بے توقیری نہ کی۔

"نامساعد حالات میں درس و تدریس"

شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ میدان جنگ میں بھی طلباء کو درس دیتے تھے اور حد یہ ہے کہ خود گھوڑے کو کھڑا کررہے ہیں اور طالب علم پاس کھڑا مشکوۃ شریف پڑھ رہا ہے اور درس ہورہا ہے موجودہ دور کے اساتذہ معمولی باتوں پر اسباق چھوڑدیتے ہیں طلباء کے قیمتی وقت کو ضائع کرتے ہیں اور جب کلاس میں وقت پاس کرنے کے لیے داخل ہوتے ہیں تو انکو خیال ہی نہیں رہتا کہ ہم نے سبق پڑھانا ہے یا نہیں۔ دور جدید کے اساتذہ باتیں تو بہت کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں تنخواہ بہت کم ہے کبھی کہتے ہیں ادارے کا نظم (ڈسپلن) صحیح نہیں ہے۔ ایسے استاذ طلبہ میں علمی تڑپ پیدا کرنے کی بجائے انہیں سستی اور کاہلی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔

"دنیا سے بے نیازی"

علم یقیناً بہت بڑا ورثہ ہے اور ہر ایک استاذ کو اس پر ہی اپنی توجہ مبذول کرنی چاہیے امام غزالیؒ کے الفاظ میں "زہد" ترک دنیا کا نام نہیں بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے پرواہی کا نام ہے اور ایک استاذ کو اس شان بے نیازی سے پوری طرح آراستہ ہونا چاہیے ورنہ اپنا مقام معاشرے میں حاصل نہیں کرسکے گا اور ایک عام انسان اور اس میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

"استاذ کے چند فرائض"

۱۔ طلباء کے ساتھ شفقت سے پیش آئے اور انکے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسے اپنی اولاد کے ساتھ کرتا ہے۔

۲۔ حتی الوسع اپنے شاگردوں کو یہی نصیحت کرے کہ وہ سند فضیلت حاصل کرنیکی اس وقت تک خواہش نہ کرے جب تک وہ اسکے قابل نہ ہوجائے۔

۳۔ اپنے شاگردوں کے سامنے دوسرے اساتذہ کی برائی نہ کرے۔

۴۔ شاگردوں کے معمولی عیوب پر چشم پوشی کرے اور ضرورت ہو تو علیحدگی میں سمجھائے۔

****